کیا کوئی رسول کبھی قتل نہیں ہوا؟

جناب محمد رفیق چوہدری

دورِ جدید کے بعض تجدد پسند حضرات نے نبی اور رسول کے درمیان فرق و امتیاز کی بحث کرتے ہوئے یہ نکتہ بھی پیدا کیا ہے کہ اللہ کے نبیوں کو اُن کی قوم بعض اوقات قتل بھی کر دیتی رہی ہے، مگر کسی قوم کے ہاتھوں کوئی رسول کبھی قتل نہیں ہوا۔ یہ لوگ اس امر کو ایک اصول بلکہ قانونِ الٰہی قرار دیتے ہیں کہ نبی کے لیے وفات پانے یا قتل ہونے کی دونوں صورتیں ممکن ہیں۔ لیکن اس کے برعکس اللہ کا رسول وفات پاتا ہے، کبھی قتل نہیں ہوتا۔

چنانچہ بعض لوگوں کے امام صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"رسولوں کا کسی قوم کے ہاتھوں قتل ہونا ثابت نہیں ہے۔"

(تدبرِ قرآن، جلد ۷، ص ۵۴۲ - سورہ قٓ کی آیت ۱۴ کے تحت)

انہی امام صاحب کے ایک مقلد اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

"رسولوں کے بارے میں اس اہتمام کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کی زمین پر خدا کی کامل حجت بن کر آتے ہیں۔ وہ آفتابِ نیم روز کی طرح قوم کے آسمان پر چمکتے ہیں۔ کوئی دانا و بینا کسی دلیل و برہان کی بنا پر اُن کا انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو کسی حال میں ان کی تکذیب کرنے والوں کے حوالے نہیں کرتا۔ نبیوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی قوم ان کی تکذیب ہی نہیں کرتی، بارہا ان کے قتل کے درپے ہو جاتی ہے۔ اور ایسا ہوا بھی ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ توریت کا اپنا بیان ہے کہ زکریا کو عین ہیکلِ سلیمانی میں مقدس

اور قربان گاہ کے درمیان سنگسار کر دیا گیا۔ یرمیاہ نبی رسّی سے باندھ کر کیچڑ بھرے حوض میں لٹکا دیئے گئے۔ حضرت یحییٰؑ کا سر قلم کر کے ہیرودیس نے اپنی محبوبہ کی نذر کر دیا۔ قرآنِ مجید نے بھی یہود کی فردِ قراردادِ جرم میں نبیوں پر اُس تعدّی کا ذکر اکثر مقامات پر کیا ہے۔ لیکن قرآن ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں کے معاملے میں اللہ کا قانون اس سے مختلف ہے۔"

(ملاحظہ ہو ماہنامہ اشراق، ماہ اگست ۱۹۸۸ء، مضمون نبوّت و رسالت)

اس کے بعد امام صاحب کے پیروکار رسولوں کے معاملے میں اللہ کے اس مختلف قانون کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام[1] اور پھر آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالیں دے کر یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے برعکس رسولوں کے لیے خاص حفاظت کا اہتمام کرتا ہے۔ نہ اُن کو اُن کی قوم کے حوالے کرتا ہے، اور نہ قوم ان کو کسی حال میں قتل کر سکتی ہے۔

مگر ان متجددین کی یہ نکتہ طرازی خود قرآن کے نصوص ہی کے خلاف ہے، جس کی تفسیر و تشریح میں انہوں نے نبی اور رسول کے درمیان یہ نیا اور نرالا فرق پیدا کر دیا ہے۔

قرآن کے نصوص قرآن مجید کے جن شواہد اور نصوص کی بنا پر ہم نبی اور رسول کے اس فرق و امتیاز کو غلط قرار دیتے ہیں۔ اُن کی تفصیل یہ ہے:

ا۔ سورۂ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوسرے رسولوں کی طرح ایک رسول ہونے کی حیثیت سے وفات پاتے یا قتل ہونے کی دونوں صورتوں کا امکان موجود ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ

---

[1] واضح رہے کہ اس ضمن میں عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے صاحبِ مضمون نے اُن کی وفات بھی ثابت کر دی ہے۔

فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط (آلِ عمران ۱۴۴)

"اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو بس ایک رسول ہی ہیں۔ اُن سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں۔ پس اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں واپس چلے جاؤ گے اور جو کوئی بھی اُلٹے پاؤں واپس چلا جائے گا۔ وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہ کرے گا۔"

مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی رسول ہیں جس طرح اُن سے پہلے دوسرے رسول بھیجے گئے تھے۔ اور وہ بھی پہلے رسولوں کی طرح وفات پا سکتے ہیں یا قتل ہو سکتے ہیں تو کیا اہلِ ایمان کے لیے کسی صورت میں بھی یہ جائز ہو سکتا ہے کہ وہ ایمان کی راہ کو چھوڑ کر کفر کی راہ پر چل پڑیں؟ اگر ایسا کریں گے تو اللہ کا نہیں اپنا ہی کچھ بگاڑیں گے۔

۲۔ سورہ بقرہ کی آیت ۸۷ میں ہے کہ:

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ہ

"تو کیا جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ چیز لے کر آیا جو تمہارے نفس کو پسند نہ آئی تو تم نے تکبر کی راہ اختیار کی۔ پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو تم قتل ہی کرتے تھے۔"

مفہوم یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے پاس جو رسول بھی آیا تو اُسے اُن کے استکبار کا سامنا کرنا پڑا۔ احکامِ الٰہی پر عمل کرنا اُن کو گوارا نہ ہوا۔ پھر کسی رسول کی تو صرف تکذیب ہی کی مگر کسی کو قتل ہی کر ڈالا۔

۳۔ پھر سورہ مائدہ آیت ۷۰ میں ہے کہ:

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ط كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ لا فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ہ

"بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان کے پاس کئی رسول بھیجے۔ جب کبھی کوئی رسول اُن کے پاس وہ چیز لاتے جو اُن کو پسند نہ آئی تو بعض کو وہ جھٹلاتے تھے اور بعض کو قتل ہی کر ڈالتے تھے۔"

گویا بنی اسرائیل سے اللہ تعالیٰ نے یثاق لیا تھا ۔ اُن کی طرف اپنے بہت سے رسول بھیجے تھے ۔ مگر بنی اسرائیل کا رویہ کیا رہا ؟ وہ ہر ایسے رسول کی، جو اُن کی نفسانی خواہشات کے خلاف احکامِ الٰہی لاتا، تکذیب کر دیتے اور کبھی اُسے قتل بھی کر دیتے تھے ۔

۴ ۔ اسی طرح سورۂ آلِ عمران آیت ۱۸۳ میں بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا گیا کہ:

اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَکُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔

" یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی نیاز نہ پیش کرے جسے آگ کھا جائے ۔ آپ کہہ دیجیے کہ مجھ سے پہلے یقیناً تمہارے پاس رسول آئے دلائل لے کر اور اس چیز کے ساتھ جسے تم کہہ رہے ہو ۔ پھر تم نے ان کو قتل کیوں کیا ، اگر تم سچے ہو ۔"

بنی اسرائیل کے بارے میں بتایا گیا کہ اُن کا دعویٰ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ کسی ایسے رسول پر کبھی ایمان نہ لائیں جو ان کے سامنے نیاز یا قربانی کو آسمانی آگ سے نہ جلائے ۔ اس دعوے کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا ہے کہ اے نبیؐ ! آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر یہی بات ہے تو جو رسول ان کے پاس دلائل اور مذکورہ معجزہ بھی لاتے رہے اُن کی انہوں نے کیوں تکذیب کی تھی اور ان میں سے بعض کو کیوں قتل کر ڈالا تھا ؟

قرآن مجید کے یہ دلائل و براہین اس امر کی صراحت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبیوں کی طرح رسول بھی بعض اوقات اپنی قوم کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں ۔ بالخصوص بنی اسرائیل کے بارے میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے بہت سے رسولوں کی نہ صرف تکذیب کی، بلکہ ان کو قتل بھی کر ڈالا تھا ۔ لہٰذا یہ دعویٰ کرنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ قانونِ الٰہی یہی رہا ہے کہ کبھی کوئی رسول کسی قوم کے ہاتھوں قتل نہیں ہوا ؟

متجددین کا فکری تضاد

متجددین حضرات کے ہاں فکری تضاد کی بہتات ہے ۔ ایک جگہ جس امر کا اثبات کریں گے دوسری جگہ اُسی کی نفی کر دیں گے ۔ حدِ رجم کا معاملہ ہو یا اجماعِ اُمت کے حجت ہونے پر صحیح احادیث کے واجب العمل ہونے کی بات ہو یا خبرِ واحد کی حجیت کا ۔ ہر جگہ ان کا تضادِ فکری

نمایاں ہو کر سامنے آئے گا۔ یہی صورتِ حال قتلِ رسول کے ممکن ہونے یا نہ ہونے کی بحث میں ہے۔ اس مسئلے میں بھی انہوں نے اپنے تضادات کا کمال دکھایا ہے۔

صاحبِ تدبرِ قرآن نے سورۂ قٓ آیت نمبر ۱۴ کے تحت یہ لکھا ہے کہ:

"رسولوں کا کسی قوم کے ہاتھوں قتل ہونا ثابت نہیں ہے۔"

(تدبرِ قرآن، جلد ۷، ص ۵۴۲)

مگر اسی تفسیر میں بعض مقامات پر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ رسول بھی قتل ہو سکتا ہے اور بنی اسرائیل کے ہاتھوں بہت سے رسول قتل ہوئے ہیں۔ مثال کے طور:

۱۔ آلِ عمران کی آیت ۱۴۴ کی تفسیر کرتے ہوئے صاحبِ تدبرِ قرآن یہ تحریر کرتے ہیں کہ:

"مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں بہت سے رسول گزرے ہیں، اسی طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اللہ کے رسول ہیں۔ جس طرح کی آزمائشیں اور مصیبتیں دوسرے رسولوں کو پیش آئیں۔ اسی طرح کی آزمائشیں اور مصیبتیں انہیں بھی پیش آسکتی ہیں۔ جس طرح تمام رسولوں کو موت کے مرحلے سے گزرنا پڑا، انہیں بھی ایک دن وفات پانا ہے۔ ان کے رسول ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ یہ وفات نہیں پائیں گے یا قتل نہیں ہو سکتے یا کسی مصیبت یا ہزیمت کا ابتلا انہیں پیش نہیں آسکتا۔ اگر کسی نے اس غلط فہمی کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا اور اب اُحد کے حادثے کے بعد کسی تذبذب میں مبتلا ہو گیا ہے اور وہ از سرِ نو جاہلیت کی زندگی کی طرف پلٹ جانا چاہتا ہے تو پلٹ جائے وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا بلکہ اپنی ہی دنیا اور آخرت برباد کرے گا۔"

(تدبرِ قرآن، جلد ۲، ص ۱۸۵ تا ۱۸۶)

۲۔ پھر سورۂ آلِ عمران آیت ۱۸۳ کے تحت اسی تفسیر میں بنی اسرائیل کے بارے میں لکھا گیا ہے:

"ان سے کہہ دو کہ مجھ سے پہلے ایسے رسول آچکے ہیں، جو نہایت واضح نشانیاں لے کر آئے اور وہ معجزہ بھی انہوں نے دکھایا، جس کا تم نے ذکر کیا تو تم نے ان کو قتل کیوں کیا؟ تمہارا یہ فعل تو اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ تم اپنی اس بات میں بھی جھوٹے ہو۔ اگر تم کو یہ معجزہ بھی دکھا دیا جائے گا جب بھی تم اپنی ضد پر اڑے رہو گے اور ایمان نہ لانے کا

کوئی اور بہانہ تلاش کر لو گے۔"

(تدبر قرآن - جلد ۲، ص ۲۲۰ تا ۲۲۱)

۳- پھر اسی تفسیر میں سورۂ مائدہ آیت ۷۰ کی تفسیر کرتے ہوئے بنی اسرائیل سے متعلق لکھتے ہیں:

" فرمایا کہ ان سے جس کتاب و شریعت کی پابندی کا عہد لیا گیا تھا اور جس کی تجدید اور یاد دہانی کے لیے اللہ نے یکے بعد دیگرے اپنے بہت سے رسول اور نبی بھی بھیجے، اس عہد کو انہوں نے توڑ دیا اور جو رسول اس کی تجدید اور یاد دہانی کے لیے آئے، ان کی باتوں کو اپنی خواہشات کے خلاف پایا، یا تو ان کی تکذیب کر دی یا ان کو قتل کر دیا۔"

(تدبر قرآن - جلد ۲ - ص ۵۶۶)

اس طرح ہمارے زمانے کے متجددین ایک ہی سانس میں رسول کے قتل ہونے کو ممکن بھی قرار دیتے ہیں اور ناممکن بھی - جیسے حدِ رجم کو جرم زنا کی سزا مانتے بھی ہیں اور نہیں بھی مانتے، کہیں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتے ہیں اور کہیں صرف رفعِ عیسیٰ مانتے ہیں -

صاحبِ تدبر قرآن نے اپنی تفسیر میں تضادِ فکری کے ایسے بہت سے شاہکار پیش کئے ہیں اور لطف یہ ہے کہ اس کے باوصف دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کو سمجھنے اور اس پہ تدبر کرنے کے جو اصول انہوں نے پیش نظر رکھے ہیں اور جو معیارِ تفسیر انہوں نے قائم کیا ہے وہ چودہ سو برس سے کسی مفسرِ قرآن کو نصیب نہیں -